4824CH05

5

جب عوام بغاوت کرتی ہے
1857 اور اس کے بعد

شکل **1** – سپاہی اور کسان اس بغاوت کے لیے طاقت اکٹھا کرتے ہوئے۔یہ بغاوت 1857 میں شمالی ہندوستان کے میدانوں میں پھیل گئی تھی۔

پالیسیاں اور عوام

پچھلے ابواب میں آپ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی پالیسیوں اور مختلف افراد پر پڑنے والے ان کے اثرات کا مطالعہ کیا۔ راجا، رانیاں، کسان، زمیندار، آدی واسی اور سپاہی سب ان پالیسیوں سے الگ الگ متاثر ہوئے۔ آپ نے یہ بھی دیکھا کہ لوگ اپنے مفاد یا جذبات کے خلاف پالیسیوں اور کارروائیوں کا مقابلہ کس طرح کرتے تھے۔

نوابوں نے اپنے اختیارات کھودیے

اٹھارہویں صدی کے وسط ہی سے نوابوں اور راجاؤں نے اپنی طاقت کو ختم ہوتے ہوئے دیکھا۔ انھوں نے اپنے اختیارات اور اپنی عظمت کھو دی۔ بہت سے درباروں میں

ریزیڈنٹ بٹھا دیے گئے، حکمرانوں کے اختیارات میں کمی کر دی گئی۔ ان کی فوج پر پابندی عائد کر دی گئی اور بتدریج ان کے محاصل اور حدودِ مملکت پر قبضہ کر لیا گیا۔

کئی حکمراں خاندانوں نے اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے کمپنی سے مصالحت کی کوشش کی۔ مثال کے طور پر جھانسی کی رانی لکشمی بائی نے اپنے شوہر کی وفات کے بعد گود لیے ہوئے بیٹے کو وارث کے طور پر قبول کیے جانے کی خواہش کی۔ پیشوا باجی راؤ دوم کے متبنیٰ نانا صاحب نے اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کی پنشن اپنے نام جاری کیے جانے کے حق میں دلائل دیے۔ لیکن کمپنی نے اپنی برتری اور فوجی قوت کے زعم میں ان درخواستوں کو ٹھکرا دیا۔

الحاق کی جانے والی ریاستوں میں اودھ سب سے آخری ریاست تھی۔ 1801 میں اس کے ساتھ اتحاد کا عہد کیا گیا اور بالآخر 1856 میں اس پر قبضہ کر لیا گیا۔ گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی نے اعلان کیا کہ ریاست میں بدانتظامی کا دور دورہ ہونے کی وجہ سے حسنِ انتظام کی خاطر انگریزوں کی حکومت وہاں ضروری ہے۔

کمپنی اب مغلیہ خاندان کو ختم کرنے کی تدبیریں کرنے لگی۔ کمپنی کے ڈھالے ہوئے سکوں پر سے مغل بادشاہ کا نام مٹا دیا گیا۔ 1849 میں ڈلہوزی نے اعلان کیا کہ بہادر شاہ ظفر کے انتقال کے بعد شاہی خاندان کو لال قلعے سے بے دخل کر دیا جائے گا اور دہلی ہی میں کسی دوسری جگہ ان کو بسا دیا جائے گا۔ 1856 میں گورنر جنرل کیننگ نے فیصلہ کیا کہ بہادر شاہ ظفر کی موت کے بعد بادشاہت ختم کر دی جائے گی اور اس کے وارثین صرف شہزادے کہلائیں گے۔

کسان اور سپاہی

گاؤں میں کسان اور زمیندار زبردست ٹیکسوں اور وصول یابی کے انتہائی سخت طریقوں کے خلاف نفرت کا اظہار کر رہے تھے۔ ان میں سے بہت سے لوگ ساہوکاروں کو اپنا قرض واپس نہ کر پانے کی وجہ سے اپنی آبائی زمینوں سے بتدریج بے دخل کر دیے گئے۔

کمپنی سے ہندوستانی سپاہیوں کی بے اطمنانی کے بھی اسباب تھے۔ وہ اپنی تنخواہ، بھتہ اور ملازمت کی شرائط سے خوش نہیں تھے۔ کچھ نئے قوانین ان کے مذہبی عقائد کے خلاف تھے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں بہت سے ہندوستانی اس بات پر یقین

سرگرمی

تصور کیجیے کہ آپ کمپنی کی فوج کے ایک سپاہی ہیں اور اپنے بھتیجے کو فوج کی ملازمت سے روکنا چاہتے ہیں۔ آپ اسے کون سے دلائل دیں گے؟

© NCERT not to be republished

رکھتے تھے کہ اگر انھوں نے سمندری سفر کیا تو اپنا مذہب اور اپنی ذات کھو بیٹھیں گے؟ اس لیے جب انھیں حکم دیا گیا کہ سمندری سفر کرکے برما جائیں اور کمپنی کے لیے جنگ کریں تو انھوں نے انکار کر دیا اگر چہ وہ اس کام کے لیے بری سفر کرنے پر راضی تھے۔ انھیں سخت سزا دی گئی، لیکن چوں کہ یہ تحریک ختم نہیں ہوئی اس لیے کمپنی نے 1856 میں یہ قانون نافذ کیا کہ کمپنی کی فوج کے ہر ملازم کو بطور شرط یہ رضامندی دینی ہوگی کہ وہ حسب ضرورت سمندر پار بھی اپنے فرائض انجام دے گا۔

عوام پر جو کچھ گزر رہی تھی اس کا ردعمل بھی سپاہیوں پر ہو رہا تھا۔ ان میں بہت سے کسان تھے جن کے بال بچے دیہاتوں میں رہتے تھے اس لیے کسانوں کا غصہ جلد ہی فوجی سپاہیوں تک پھیل گیا۔

شکل **2** – شمالی ہندوستان کے ایک بازار میں سپاہی آپس میں خبروں اور افواہوں کا تبادلہ کرتے ہوئے۔

اصلاحات کا نتیجہ

انگریزوں کا یقین تھا کہ ہندوستانی سماج میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس لیے ستی کی رسم کو ختم کرنے اور بیواؤں کی دوبارہ شادی کو رائج کرنے کے لیے قوانین بنائے گئے۔ انگریزی زبان کی تعلیم کو پر جوش طریقے سے پھیلایا گیا۔ 1830 کے بعد عیسائی مبلغین کو مملکت میں آزادانہ کام کرنے، زمین اور جائداد خریدنے کا حق دیا گیا۔ 1850 میں ایک اور نئے قانون کے ذریعہ عیسائیت قبول کرنے کو آسان بنایا گیا۔ اس قانون کے تحت عیسائیت قبول کرنے والے کو اپنے آبائی جائداد کی وراثت کا حق دار ٹھہرایا گیا۔ اس کی وجہ سے بہت سے ہندوستانی یہ محسوس کرنے لگے کہ برطانوی حکومت ان کے مذہب، سماجی رسوم اور روایتی طرز زندگی کو تباہ کرنے کے در پے ہے۔ یقیناً کچھ ہندوستانی ایسے بھی تھے جو موجودہ سماجی ڈھانچے میں تبدیلی کے حامی تھے۔ آپ ان مصلحین اور ان کی اصلاحی تحریکات کے بارے میں ساتویں باب میں پڑھیں گے۔

لوگوں کی نگاہوں سے

اس زمانہ میں لوگ برطانوی حکومت کے بارے میں کیا سوچتے تھے یہ جاننے کے لیے آپ ماخذ 1 اور 2 پر نگاہ ڈالیے۔

© NCERT not to be republished

ماخذ 1

چوراسی قوانین کی فہرست

ذیل میں مہاراشٹر کے کسی گاؤں کے ایک برہمن وشنو بھٹ گوڈسے کی کتاب ماجھا پرواس (میرا سفر) سے کچھ اقتباسات دیے جارہے ہیں۔ وہ اور اس کا چچا ایک یگیہ (yajna) میں شرکت کے لیے متھرا روانہ ہوئے۔ وشنو بھٹ لکھتا ہے کہ راستے میں اس کی ملاقات کچھ سپاہیوں سے ہوئی جنھوں نے ان لوگوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا کیوں کہ تین دنوں میں ایک عظیم بغاوت ہونے والی تھی۔ سپاہی نے کہا:

> انگریزوں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذہب کو مٹا کر دم لیں گے............انھوں نے چوراسی قوانین کا ایک مجموعہ تیار کیا ہے اور اس کا اعلان کلکتہ کے ایک مجمع میں کیا ہے جس میں تمام راجا اور شہزادے جمع تھے۔ انھوں نے بتایا کہ بادشاہوں (راجاؤں) نے ان قوانین کو ماننے سے انکار کر دیا ہے اور انگریزوں کو خبردار کیا ہے کہ اگر ان قوانین کا نفاذ کیا گیا تو عوامی شورش ہوگی جس کے نتائج خطرناک ہوں گے اور یہ بھی کہ تمام بادشاہ انتہائی غصے میں اپنے ریاستی دارالسلطنت کو واپس ہو گئے ہیں تمام بڑے لوگوں نے ایک پلان بنالیا ہے۔ اس کے لیے ایک تاریخ طے کر لی گئی ہے اور میرٹھ کی فوجی چھاؤنی سے تمام فوجی چھاؤنیوں کو خفیہ خطوط روانہ کر دیے گئے ہیں۔

وشنو بھٹ گوڈسے، ماجھا پرواس، صفحہ 24-23

جب سرکشی عوامی بغاوت بن جاتی ہے

اگر چہ حکمرانوں اور محکوموں کے درمیان کشمکش کوئی نئی چیز نہیں لیکن کبھی کبھی یہ کشمکش بڑھ کر عوامی تحریک بن جاتی ہے اور حکومت کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ لوگوں کی اکثریت کو اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ ان سب کا ایک مشترک دشمن ہے اس لیے وہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسے حالات پیدا کرنے کے لیے لوگوں کو متحد رہنا پڑتا ہے، مواصلاتی ربط برقرار رکھنا ہوتا ہے اور گرد و پیش کے حالات پر قابو رکھنے کے لیے مکمل اعتماد کا بھی اظہار کرنا ہوتا ہے۔

سرکشی – جب فوجی اجتماعی طور سے اپنے افسروں کی حکم عدولی کرتے ہیں۔

ایسی ہی صورت حال 1857 میں شمالی ہندوستان میں پیدا ہوگئی۔ سو سالہ فتوحات اور اقتدار کے بعد اب ایسٹ انڈیا کمپنی ایک عمومی بغاوت کا سامنا کر رہی تھی جو مئی 1857 میں شروع ہوئی اور اس نے ہندوستان میں کمپنی کے وجود کو خطرے میں ڈال دیا۔ میرٹھ سے شروع ہونے والی بغاوت کئی مقامات پر پھیل گئی اور سماج کے مختلف طبقے بغاوت پر اتر

ماخذ 2

’’جلد ہی ہر رجمنٹ میں جوش پیدا ہو گیا‘‘

ایک دوسرا ذریعہ علم اس زمانے کا ہمارے پاس صوبے دار سیتارام پانڈے کی یادداشتوں کی شکل میں ہے۔ سیتارام پانڈے 1892 میں بنگال کی مقامی فوج میں ایک سپاہی کی حیثیت سے بھرتی ہوا تھا۔ اس نے 48 سال انگریزوں کی ملازمت کی اور 1860 میں ریٹائر ہوا۔ اس نے بغاوت کے کچلنے میں انگریزوں کی مدد کی اگرچہ اس کا لڑکا خود باغیوں میں شامل تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے انگریزوں کی گولیوں کا شکار ہوا تھا۔ سبکدوشی کے بعد اپنے کمانڈنگ افسر نورگیٹ کے اصرار پر اس نے اپنی یادداشت مرتب کی۔ اس نے اپنی تحریر کو 1861 میں اودھی زبان میں مکمل کیا جس کا ترجمہ نورگیٹ نے انگریزی زبان میں کرکے سپاہی سے صوبے دار تک‘ کے نام سے شائع کیا۔

سیتارام پانڈے کی تحریر کا ایک اقتباس یہ ہے:

> یہ میری عاجزانہ رائے ہے کہ اودھ کی اس تسخیر نے سپاہیوں میں بداعتمادی پیدا کی اور حکومت کے خلاف سازش کرنے پر آمادہ کیا۔ نواب اودھ اور دہلی کے بادشاہ کے ایجنٹ پورے ہندوستان کے فوجیوں کے ذہن کا پتہ لگانے کے لیے بھیجے گئے۔ انھوں نے فوجیوں کے جذبات کو بیدار کیا کہ ان بیرونی لوگوں نے ہمارے بادشاہ کے ساتھ کتنی ظالمانہ دھوکہ بازی کی ہے۔ انھوں نے ہزاروں جھوٹی باتیں بنائیں اور جھوٹے وعدے کیے تاکہ سپاہی اپنے مالکوں یعنی انگریزوں سے غداری پر آمادہ ہو جائیں اور بادشاہ کو دہلی کا تخت واپس دلانے کا ان کا مقصد پورا ہو۔ ان سفیروں نے یہ بات زور دے کر کہی کہ اگر فوجی متحد رہیں اور ہدایتوں کی پابندی کریں تو فوج کے لیے ایسا کرنا بالکل ممکن ہے۔

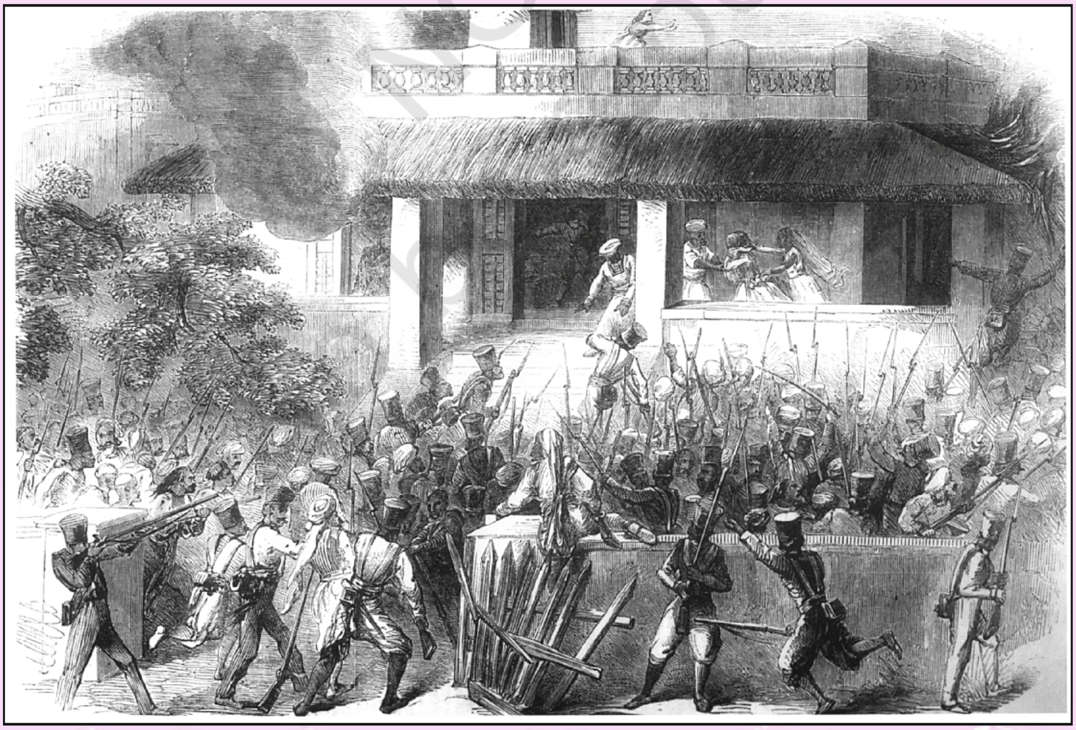

شکل 3 - میرٹھ کے باغی سپاہی اپنے افسروں پر حملہ آور ہوتے، ان کے گھروں میں گھس جاتے اور عمارتوں میں آگ لگا دیتے۔

ماخذ 2 کا بقیہ

یہ اتفاق تھا کہ ایسے ہی نازک وقت میں سرکار نے ہر ریجمنٹ سے مختلف توپ خانوں میں نئی رائفلوں کے بارے میں ہدایات دے کر آدمی بھیجے۔ انھوں نے بطور نمونہ کچھ دنوں تک فوجیوں سے اس کی مشق کروائی یہاں تک کہ کسی نہ کسی طرح یہ خبر پھیل گئی کہ نئے کارتوس گائے اور سور کی چربی سے آلودہ ہیں۔ ہماری رجمنٹ کے کچھ لوگوں نے دوسرے رجمنٹ کے لوگوں کو اس بارے میں لکھا اور اس طرح جلد ہی ہر رجمنٹ میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے یہ بات کہی کہ پچھلے چالیس برسوں میں سرکار نے لوگوں کے مذہبی جذبات سے ایسا کھلواڑ کبھی نہیں کیا لیکن جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں اودھ کے انضمام نے لوگوں کے ذہنوں کو مسموم کر دیا تھا۔ دل چسپی رکھنے والی پارٹیوں نے فوراً ہی یہ بات پھیلا دی کہ انگریزوں کا اصل مقصد لوگوں کو عیسائی بنانا تھا۔ اسی لیے انھوں نے ایسے کارتوس پھیلائے جس کے استعمال سے مسلمان اور ہندو دونوں نجس ہو جاتے ہیں۔

کرنل صاحب کا اب بھی یہی خیال تھا کہ وہ جوش و خروش جس کا مشاہدہ وہ اپنی آنکھوں سے کر چکے تھے۔ پہلے ہی کی طرح ٹھنڈا ہو جائے گا اس لیے انھوں نے مشورہ دیا کہ میں گھر چلا جاؤں۔

سیتا رام پانڈے، ''سپاہی سے صوبے دار تک''، صفحہ 163-162

سرگرمی

1۔ سیتا رام اور وشنو بھٹ کے مطابق لوگوں کے ذہن میں کون سے اہم تصور رہے ہوں گے؟

2۔ ان کے خیال میں حکمرانوں نے کیا کردار ادا کیے؟ سپاہی کون سا کردار ادا کرتے نظر آتے تھے؟

آئے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انیسویں صدی کا پوری دنیا میں سامراجیت کے خلاف یہ سب سے بڑا ہتھیار بند مقابلہ تھا۔

میرٹھ سے دہلی تک

29 مارچ 1857 کو منگل پانڈے نامی ایک سپاہی کو بارک پور (بنگال) میں اپنے افسروں پر حملہ کرنے کے جرم میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس کے کچھ دن بعد میرٹھ چھاؤنی کے چند سپاہیوں نے نئے کارتوسوں کے ساتھ جن کے بارے میں شبہ تھا کہ انھیں گائے اور سور کی چربی سے آلودہ کیا گیا ہے، پریڈ کرنے سے انکار کر دیا۔ 85 سپاہی، افسروں کی حکم عدولی کی پاداش میں ملازمت سے برخاست کر دیے گئے اور انھیں دس سال کی سزا سنا دی گئی۔ یہ واقعہ 9 مئی 1857 کا ہے۔

فرنگی – غیر ملکی کو حقارت سے فرنگی کہا جاتا تھا۔

شکل 4 – کیولری لائنس کی جنگ

3 جولائی 1857 کی شام کو 3,000 سے زیادہ باغی بریلی سے آکر، جمنا پار کر کے دہلی میں داخل ہو گئے اور برطانوی گھوڑسوار چوکی پر حملہ کر دیا۔ یہ جنگ رات بھر جاری رہی۔

شکل **5** – منگل پانڈے کی یاد میں جاری کیا گیا ڈاک ٹکٹ

میرٹھ میں دوسرے ہندوستانی فوجیوں کا ردعمل غیر معمولی ہوا۔ 10 مئی کو سپاہی مارچ کرتے ہوئے جیل گئے، قیدی سپاہیوں کو چھڑا لیا اور برطانوی افسروں پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ انھوں نے بندوقوں اور ہتھیاروں پر قبضہ کیا، انگریزوں کے مکانات اور ان کی جائداد کو آگ لگا دی اور فرنگیوں کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ ان فوجیوں نے عہد کر لیا تھا کہ ملک سے ان کی حکومت ختم کر دیں گے۔ لیکن پھر ملک پر حکومت کون کرے گا؟ فوجیوں کے پاس جواب تیار تھا — مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر۔

میرٹھ کے سوار سپاہی ساری رات چل کر دوسرے دن صبح سویرے دہلی پہنچ گئے۔ ان کے آنے کی خبر پہنچتے ہی دہلی میں متعین پلٹنیں بھی بغاوت کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں، برطانوی افسران یہاں بھی مار ڈالے گئے۔ ہتھیاروں اور جنگی ساز و سامان پر قبضہ کیا گیا اور مکانوں کو آگ لگا دی گئی۔ فتحیاب سپاہی لال قلعے کی دیوار کے اطراف جہاں بادشاہ کی قیام گاہ تھی، جمع ہو گئے اور بادشاہ سے ملنے کا مطالبہ کیا۔ شہنشاہ برطانیہ جیسی عظیم طاقت کو چیلنج کرنے کے لیے تیار نہیں تھا لیکن سپاہی اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ وہ محل میں زبردستی داخل ہو گئے اور بہادر شاہ ظفر کو اپنا رہنما بنانے کا اعلان کر دیا۔

بوڑھے بادشاہ کو یہ مطالبہ تسلیم کرنا پڑا۔ اس نے ملک کے تمام حکمرانوں اور بااختیار افراد کو خطوط لکھے کہ آگے بڑھ کر تمام ریاستوں کا ایک وفاق تشکیل دیں تا کہ انگریزوں سے جنگ کی جاسکے۔ بادشاہ کے اس ایک کام کے نتائج بہت دوررس رہے۔

مغلیہ خاندان نے ملک کے ایک بڑے حصے پر حکومت کی تھی۔ چھوٹے حکمراں اور سردار مختلف علاقوں کو بادشاہ کے نمائندوں کی حیثیت سے کنٹرول کرتے تھے۔ برطانوی حکومت کی بڑھتی ہوئی وسعت سے خوف زدہ ہوکر ان میں سے اکثر کو یہ خیال ہوا کہ اگر مغل حکمرانی دوبارہ واپس آجائے تو ہم اس کے زیر سایہ اپنے علاقوں میں پھر سے حکومت کر سکتے ہیں۔

برطانویوں کو اتنا کچھ ہو جانے کا اندیشہ نہیں تھا۔ ان کا خیال تھا کہ کارتوس کا مسئلہ بالآخر ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ لیکن بہادر شاہ ظفر کی سرپرستی کے اس فیصلے نے ڈرامائی طور سے صورت حال تبدیل کردی۔ لوگوں کو جب کوئی متبادل ملتا ہے تو وہ اس کے حاصل کرنے میں پرجوش ہوجاتے ہیں۔ اس سے انھیں حوصلہ، امید اور اعتماد حاصل ہوتا ہے۔

شکل **6** – بہادر شاہ ظفر

شکل **7** – رانی لکشمی بائی

بغاوت پھیل جاتی ہے

دہلی سے انگریزوں کا صفایا ہو جانے کے بعد تقریباً ایک ہفتہ تک خاموشی رہی۔ اتنا وقت تو خبر کے پھیلنے میں لگا۔ اس کے بعد بغاوتوں کا ایک سیلاب امڈ آیا۔ پلٹن پر پلٹن باغی ہوتی گئی اور وہ دوسرے باغیوں کے ساتھ شامل ہونے کے لیے اہم مراکز جیسے دہلی، کانپور اور لکھنؤ میں جمع ہونے لگیں۔ انھیں کے پیچھے قصبوں اور دیہاتوں کے لوگ بھی بغاوت پر اتر آئے اور مقامی لیڈروں، زمینداروں اور مکھیاؤں کے گرد جو اپنا اختیار قائم کرنے اور انگریزوں کا مقابلہ کرنے کے خواہش مند تھے، جمع ہو گئے۔ کانپور کے قریب مقیم آنجہانی پیشوا باجی راؤ کے متبنیٰ نانا صاحب نے مسلح فوجیوں کی مدد سے برطانوی توپ خانے کو شہر سے خارج کر دیا اور خود کو پیشوائی کے منصب پر فائز کیا۔ اس نے اعلان کیا کہ وہ شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کے ماتحت ایک گورنر ہے۔ لکھنؤ میں معزول واجد علی شاہ کے بیٹے برجیس قدر کو نواب بنا دیا گیا۔ اس نے بھی بہادر شاہ کی ماتحتی قبول کی۔ اس کی ماں بیگم حضرت محل نے انگریزوں کے خلاف

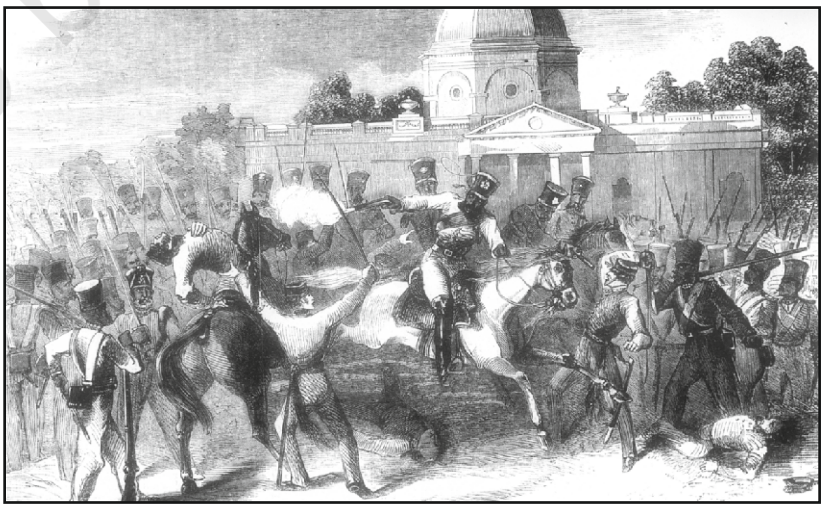

شکل **8** – جیسے ہی بغاوت پھیلی برطانوی افسران چھاؤنیوں میں قتل کر دیے گئے۔

مورچہ لینے میں اہم کردار ادا کیا۔ جھانسی میں رانی لکشمی بائی نے باغیوں کا ساتھ دیا اور نانا صاحب کے جنرل تانتیا ٹوپے کے ساتھ مل کر انگریزوں سے جنگ کی۔

انگریز باغیوں کے بہ نسبت تعداد میں بہت کم تھے۔ انھیں بہت سی جنگوں میں شکست ہوئی۔ اس کی وجہ سے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ برطانوی اقتدار ختم ہو چکا ہے۔ اس سے انھیں اور حوصلہ ہوا کہ باغیوں کے ساتھ مل کر جنگ میں شریک ہو جائیں۔ اودھ میں خصوصی طور سے اور پورے ملک میں عمومی طور سے بغاوت شروع ہو گئی۔ لیفٹیننٹ کرنل ٹائٹلر کا اپنے کمانڈر ان چیف کو بھیجا ہوا 6 اگست 1857 کا ایک تار ہمیں ملا ہے جس میں انگریزوں پر منڈلاتے ہوئے خطرات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ''ہمارے آدمی مخالفین کی کثرت تعداد اور مسلسل جنگوں سے مغلوب ہو چکے ہیں۔ ہر قریہ اور ہر گاؤں ہمارے خلاف ہے اور زمیندار ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔''

بہت سے نئے لیڈر بھی سامنے آئے۔ مثال کے طور پر مولوی احمد اللہ شاہ فیض آبادی جنھوں نے پیشین گوئی کی تھی کہ انگریزوں کی حکومت جلد ہی ختم ہو جائے گی۔ انھوں نے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی اور ایک جم غفیر اپنے گرد اکٹھا کر لیا۔ وہ انگریزوں سے لڑنے کے لیے لکھنؤ آئے۔ دہلی میں بہت سے مجاہدین انگریزوں کا قلع قمع کرنے کے لیے جمع ہوئے۔ بریلی کا ایک سپاہی بخت خان ایک بڑی فوج جمع کر کے دہلی پہنچا۔ یہ باغی فوجوں کا بڑا سالار بن گیا۔ بہار میں کنور سنگھ نام کے ایک بوڑھے زمیندار نے باغی سپاہیوں کا ساتھ دیا اور کئی مہینوں تک انگریزوں سے لڑتا رہا۔ تمام ملک کے جنگجو اور قومی رہنما جنگ میں شریک ہو گئے۔

کمپنی جوابی حملہ کرتی ہے

اس زبردست خلفشار میں بھی کمپنی نے اپنے اوسان بحال رکھے اور آخرکار اس نے پوری قوت سے بغاوت کو کچل دینے کا فیصلہ کیا۔ اس نے انگلینڈ سے مزید فوجیں منگوائیں۔ ایسے نئے قوانین بنائے جن سے باغیوں کو بآسانی سزا دی جا سکے۔ پھر کمپنی بغاوت کے خاص مراکز پر چڑھ دوڑی۔ دہلی پر ستمبر 1857 میں دوبارہ قبضہ کر لیا گیا۔ آخری مغل شہنشاہ

سرگرمی

1۔ مغل شہنشاہ نے باغیوں کی مدد کرنا کیوں قبول کیا؟
2۔ اس نے سپاہیوں کی پیش کش کو قبول کرنے سے پہلے جو تجزیہ کیا ہوگا اس کے بارے میں ایک پیراگراف لکھیے۔

شکل **9**– ناناصاحب کی تصویر

شکل **10**– ویر کنور سنگھ کی تصویر

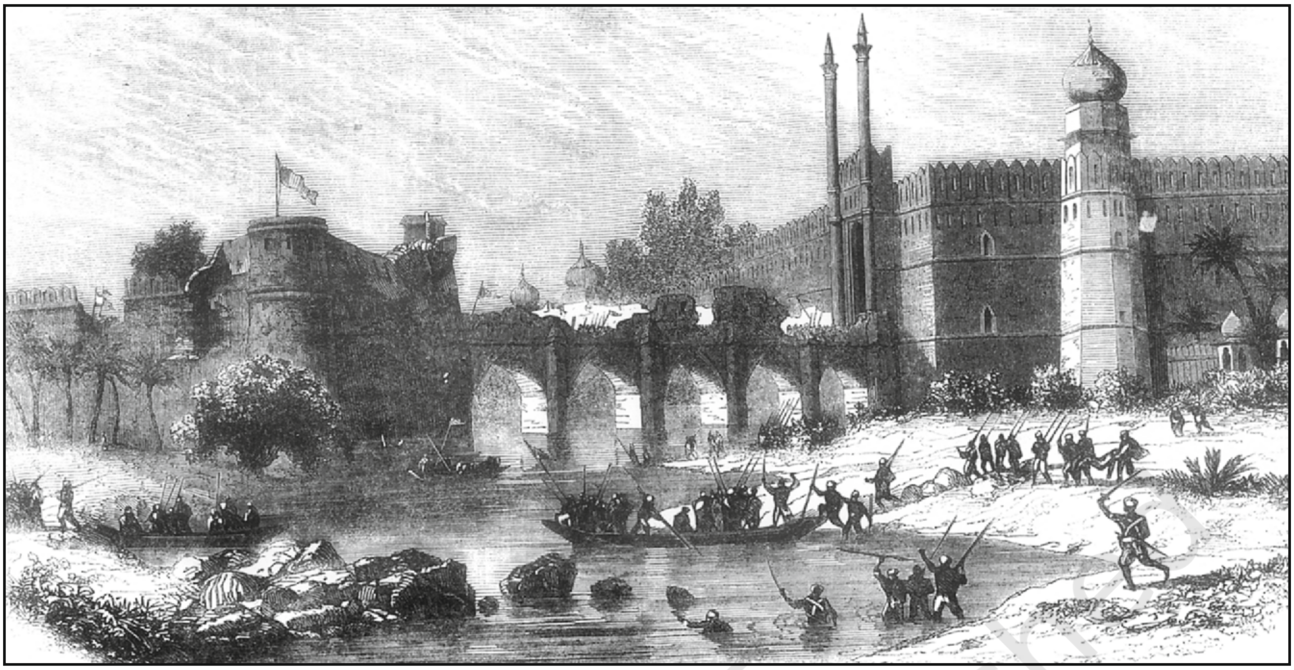

شکل **11**– برطانوی فوجیں باغیوں پر حملے کرتے ہوئے جنھوں نے لال قلعہ (دائیں) اور سلیم گڑھ قلعہ (بائیں) پر قبضہ کر رکھا تھا۔

بہادر شاہ ظفر پر مقدمہ چلایا گیا اور عمر قید کی سزا دی گئی۔ اکتوبر 1858 میں اسے اور اس کی اہلیہ بیگم زینت محل کو رنگون جیل بھیج دیا گیا۔ نومبر 1862 میں بہادر شاہ ظفر کا رنگون جیل میں ہی انتقال ہو گیا۔

دہلی پر دوبارہ قبضہ کا مطلب بہر حال یہ نہیں تھا کہ اس کے بعد بغاوت ختم ہو گئی۔ عوام انگریزوں سے مقابلہ کرتی رہی اور جنگ بھی جاری رہی۔ برطانیہ کو اس زبردست عوامی بغاوت کو کچلنے میں دو سال لگ گئے۔

لکھنؤ پر مارچ 1858 میں قبضہ کر لیا گیا۔ رانی لکشمی بائی جون 1858 میں شکست کھا کر مقتول ہوئی۔ تانتیا ٹوپے وسطی ہند کے جنگلات میں فرار ہو گیا اور بہت سے قبائلی اور کسان سرداروں کی مدد سے گوریلا جنگ لڑتا رہا۔ آخر کار وہ گرفتار ہوا، اس پر مقدمہ چلایا گیا اور اپریل 1859 میں اسے بھی مار دیا گیا۔

جس طرح انگریزوں کے خلاف فتوحات نے باغیوں کے حوصلے بلند کیے تھے ویسے ہی باغی طاقتوں کی شکست نے وفاداری تبدیل کرنے کو بھی بڑھاوا دیا۔ انگریزوں نے بھرپور کوشش کی کہ لوگوں کی وفاداریاں دوبارہ حاصل کر لیں۔ انھوں نے وفادار زمینداروں کو اپنی زمینوں پر روایتی قبضہ جاری رکھنے کو بطور انعام بحال رکھنے کا اعلان کیا۔

سرگرمی

ان مقامات کی ایک فہرست تیار کیجیے جہاں مئی، جون اور جولائی 1857 میں شورش برپا ہوئی تھی۔

شکل 12– حصار شکن ٹرین دہلی پہنچتی ہے
شروع میں برطانوی فوج کے لیے دہلی کی مضبوط قلعہ بندی کو توڑنا مشکل ثابت ہوا لیکن 3 ستمبر 1857 کو امداد آپہنچی۔ یہ ایک سات میل لمبی حصار شکن ٹرین تھی، جس میں بیل گاڑیوں پر توپیں اور گولہ بارود تھا، جسے ہاتھی کھینچتے تھے۔

ان باغیوں کو جنھوں نے اطاعت قبول کر لی تھی اگر ان کے ہاتھ کسی سفید فام کے خون سے رنگے ہوئے نہیں تھے کہا گیا کہ وہ محفوظ رہیں گے اور زمینوں پر ان کے حقوق بھی سلب نہیں کیے جائیں گے۔ اس کے باوجود سیکڑوں سپاہیوں، باغیوں، نوابوں اور راجاؤں کے خلاف مقدمہ چلایا گیا اور انھیں پھانسی دی گئی۔

شکل 14– برطانوی فوجیوں نے دہلی میں داخل ہونے کے لیے کشمیری دروازے کو بارود سے اڑادیا۔

شکل 13 – تانتیا ٹوپے کی یاد میں جاری کیا گیا ڈاک ٹکٹ

© NCERT not to be republished

طوفان کے بعد

شکل **15** – برطانوی فوج کانپور میں باغیوں کو قید کرتے ہوئے۔
دیکھیے مصور نے کس طرح باغی فوجوں پر انگریز سپاہیوں کی بہادرانہ پیش قدمی کو اجاگر کیا ہے۔

انگریزوں نے 1859 کے آخر تک پورے ملک پر دوبارہ کنٹرول حاصل کر لیا لیکن اب وہ پرانی پالیسیوں کے ساتھ یہاں مزید حکومت نہیں کر سکتے تھے۔

کچھ اہم تبدیلیاں جو انگریزوں نے نافذ کیں درج ذیل ہیں:

1. برطانوی پارلیمنٹ نے 1858 میں ایک نیا ایکٹ پاس کیا اور ہندوستانی انتظامیہ کو زیادہ سے زیادہ ذمہ دار بنانے کی خاطر ایسٹ انڈیا کمپنی کے اختیارات تاج برطانیہ کے حوالہ کر دیے۔ برطانوی مجلس وزرا کا ایک رکن، سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا، مقرر کیا گیا اور اسے ہندوستان میں حکومت کرنے سے متعلق تمام معاملات کا ذمہ دار بنا دیا گیا۔ انڈیا کونسل کے نام سے اسے مشورہ دینے کے لیے ایک کونسل کی تشکیل دی گئی۔ ہندوستان کے گورنر جنرل کو وائسرائے کا خطاب دیا گیا گویا کہ وہ تاج برطانیہ کا براہ راست نمائندہ ہے۔ ان طریقوں سے برطانوی حکومت نے ہندوستان پر براہ راست حکومت کرنے کی ذمہ داری قبول کر لی۔

2. ریاستی سربراہوں کو یقین دلایا گیا کہ مستقبل میں ان کی حدود مملکت کو کبھی ضم نہیں کیا جائے گا۔ ان کی حکومت ان کے وارثوں یا متبنیٰ کو حاصل رہے گی لیکن انہیں ملکۂ برطانیہ کو مقتدر اعلیٰ تسلیم کرنا پڑے گا۔ اس طرح ہندوستانی والیانِ ریاست تاجِ برطانیہ کے ماتحت حکمراں قرار پائے۔

3. فیصلہ کیا گیا کہ فوج میں ہندوستانی سپاہیوں کا تناسب کم اور برطانوی سپاہیوں کا تناسب بڑھا دیا جائے گا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ بجائے اودھ، بہار، وسطی ہندوستان اور جنوبی ہندوستان کے گورکھا، سکھ اور پٹھانوں میں سے زیادہ سپاہی بھرتی کیے جائیں گے۔

4. مسلمانوں کی زمینیں اور جائداد بڑے پیمانہ پر ضبط کی گئیں اور ان کے ساتھ شک وشبہ اور دشمنوں کا سا سلوک کیا گیا، انگریزوں کو یقین تھا کہ بغاوت کی ذمہ داری ان پر بہت زیادہ عائد ہوتی ہے۔

© NCERT not to be republished

5. برطانیہ نے فیصلہ کیا کہ روایتی مذاہب اور سماجی رسوم کا احترام کیا جائے گا۔

6. مالکان زمین اور زمینداروں کے تحفظ اور زمین پر ان کے مالکانہ حقوق کے تحفظ کی پالیسی اپنائی جائے گی۔

اس طرح 1857 کے بعد تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

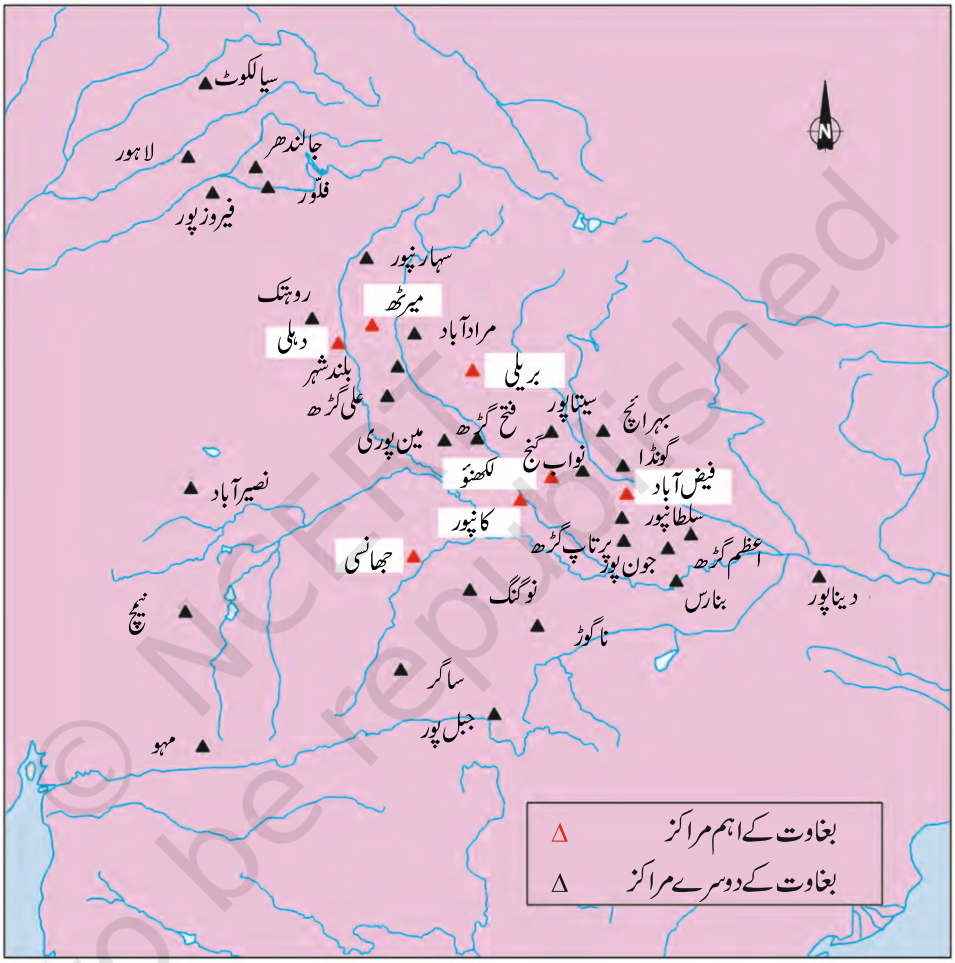

شکل 16 – شمالی ہندوستان میں بغاوت کے کچھ اہم مراکز

© NCERT not to be republished

کھردا انقلاب – ایک کیس اسٹڈی

1857 کے انقلاب سے کافی پہلے اس طرح کا ایک واقعہ 1817 میں کھردا نامی مقام پر بھی ہوا تھا۔ یہاں، اس واقعے کا مطالعہ ہمارے لیے کافی مفید ہوگا اور اس بات کا بھی اظہار ہوگا کہ ملک کے مختلف حصوں میں 19 ویں صدی کے آغاز سے ہی برطانیہ کی نوآبادیاتی پالیسیوں کے خلاف ناراضگی بڑھتی جا رہی تھی۔

کھردا، اڈیشا کے جنوب مشرق حصے میں 16 ویں صدی میں قائم ایک چھوٹی سی مملکت تھی جو گھنی آبادی اور اچھی کھیتی والی سرزمین تھی اور 19 ویں صدی کے آغاز میں 105 گڑھ، 60 بڑے اور 1109 چھوٹے گاؤں تھے۔ اس کے بادشاہ راجا بیرا کشور دیو کو اس سے پہلے مجبور ہو کر چار پرگنے، جگناتھ مندر کی تولیت اور 14 گڑھ جاتوں (رجواڑوں) کا انتظام مراٹھوں کو دینا پڑا تھا۔ ان کا بیٹا اور جانشین مکند دیو-دوم اس نقصان پر بہت بے چین تھا۔ اس لیے انگریزوں اور

اور مراٹھا کے درمیان تصادم کو ایک موقعہ گردانتے ہوئے اس نے اپنے کھوتے ہوئے علاقے اور جگناتھ مندر پر اپنے حقوق کو پھر سے حاصل کرنے کی خاطر انگریزوں کے ساتھ بات چیت شروع کی۔ لیکن 1803 میں اوڈیشہ پر قبضہ کرنے کے بعد انگریزوں نے انھیں کسی بھی قسم کی رعایت دینے کا اشارہ نہیں دیا۔ اس کے نتیجے میں انھوں نے اڈیشا کی دوسری محکوم برادریوں کے سربراہوں اور مراٹھوں کی خفیہ مدد سے طاقت کے ذریعہ اپنے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس کی وجہ سے انگریزوں نے نہ صرف انھیں برطرف کر دیا بلکہ ان کے علاقے کو بھی اپنے علاقوں میں شامل کر لیا۔ ان کی دل جوئی کے لیے انھیں جگناتھ مندر کے بندوبست کے حقوق دیے گئے لیکن اس کے ساتھ ہی انھیں، ان کی سابقہ مملکت کے مالیہ کے دسویں حصے کے برابر ہی رقم دینے کو منظوری دی گئی اور ان کی رہائش پوری تک محدود کر دی گئی۔ اس غیر منصفانہ کارروائی سے اڈیشا میں بیرونی حکومت کے ظالمانہ دور کا آغاز ہوا جس کے نتیجے میں 1817 میں سنگین مسلح بغاوت کی راہ ہموار ہوئی۔

کھردا پر قبضہ کرنے کے فوراً بعد انگریزوں نے سروس/ خدمت کی مدت بحال کرنے کی پالیسی پر عمل کیا۔ اس سے مملکت کی سابق فوج ''پائیکس'' کی زندگی بری طرح متاثر ہوئی۔ اس کے علاوہ مالیہ/ لگان کی مانگ میں نامناسب اضافے اور اس کی وصولی میں جابرانہ طور طریقوں نے اس اقدام کی شدت میں مزید اضافہ کر دیا۔ اس کے نتیجے میں 1805 سے 1817 کے درمیان بڑی تعداد میں لوگوں نے کھردا کو خیر باد کہا۔ اس کے باوجود انگریزوں نے مختصر مدت کے سلسلے وار اقدامات کیے لیکن ہر مرتبہ زمین کی پیداواری صلاحیت یا ''ریات (Ryots)'' کی ادائیگی کی صلاحیت پر دھیان دیے بغیر اپنے مطالبات میں اضافہ کیا۔ اس سلسلے میں قدرتی آفات کی صورت میں بھی، جو اوڈیشہ میں اکثر وقوع پذیر ہوتی تھیں، کسی رعایت کا مظاہرہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ نادہندگان کی زمین تعان وصول کرنے والے عیار عہدیداروں یا بنگال کے خریداروں کو فروخت کر دی گئی۔

معزول راجہ کے پشتینی فوجی کمانڈر جگ بندھو بدیادھر مہاپاتر بھرمرور رائے بھی، جو بکسی جگ بندھو، کے نام مشہور تھے، ان لوگوں میں شامل تھے جن کی زمینیں چھین لی گئی تھیں۔ اس کی وجہ سے انہیں بھیک مانگنے پر مجبور ہونا پڑا اور تقریباً دو سال تک وہ کھردا کے عوام رضا کارانہ تعاون پر زندہ رہے جس کے بعد انھوں نے عوام اور اپنے حقوق کے لیے لڑنے کا فیصلہ کیا۔ ان برسوں کے دوران لوگوں کی جن پریشانیوں میں اضافہ ہوا ان میں (1) خطے میں روپیہ کا سکہ (چاندی کی کرنسی) متعارف کرایا جانا (2) لگان کی ادائیگی نئی کرنسی میں کرنے پر زور (3) خوردنی اشیا کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ، جو نمک پر اجارہ داری کے اعلان سے اور زیادہ بڑھ گئی تھی، کیونکہ اوڈیشہ کے روایتی نمک بنانے والوں کو نمک بنانے سے محروم کر دیا گیا تھا اور (4) مقامی زمین جائیداد کی کلکتہ میں نیلامی شامل تھی جس کی وجہ سے اوڈیشہ میں بنگال کے رہنے والے زمینداروں کا قبضہ ہوا۔ اس کے علاوہ بے حس اور بدعنوان پولیس نظام نے حالات کو مزید بدتر کر دیا جس کی وجہ سے مسلح بغاوت نے جنم لیا۔

بغاوت کا آغاز 29 مارچ، 1817 کو اس وقت ہوا جب ''پائیکس (Paiks)'' نے بانپور (Banpur) میں پولیس اسٹیشن اور دیگر سرکاری مقامات پر حملہ کر دیا۔ اس حملے میں ایک سو سے زیادہ افراد مارے گئے اور حملہ آور ایک بڑی سرکاری رقم اپنے ساتھ لے گئے۔ جلد ہی یہ بغاوت آس پاس بھی پھیل گئی اور کھردا اس کا مرکز بن گیا۔ زمینداروں اور رعیتوں (Ryots) نے جوش و خروش کے ساتھ ''پائیکس (Paiks)'' کا ساتھ دیا۔ انگریزوں نے پائیکس (Paiks) کو مورچوں سے ہٹانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ 14 اپریل 1817 کو بکسی جگ بندھو نے تقریباً 5 سے 10 ہزار پائیکس (Paiks) اور کندھ قبائل کے افراد کی قیادت کرتے ہوئے ''پوری'' پر قبضہ کر لیا اور متامل راجا ''مکند دیو دوم'' کو اپنا حکمراں قرار دیا۔ جگناتھ مندر کے پجاریوں نے بھی پائیکس (Paiks) کو پوری حمایت فراہم کی۔

صورتحال کو قابو سے باہر ہوتے ہوئے دیکھ کر انگریزوں نے مارشل لا (قومی قانون) نافذ کر دیا۔ راجا کو تیزی سے گرفتار کر کے ان کے بیٹے کے ساتھ کٹک کے جیل میں بھیج دیا گیا۔ بکسی نے اپنے تربیتی ساتھی کرشنا چندر بھرمرور رائے کے ساتھ مل کر کٹک اور کھردا کے درمیان تمام مواصلات کو منقطع کرنے کی کوشش کی

© NCERT not to be republished

کیونکہ یہ بغاوت اڈیشہ کے جنوبی اور شمال مغربی علاقوں تک پھیل گئی تھی۔ اس کے نتیجے میں انگریزوں نے علاقے کو پائیکس (Paiks) کے پنجوں سے چھڑانے کے لیے میجر جنرل مارٹن ڈیل (Martindell) کو بھیجا اور اس کے ساتھ ہی بکس جنگ بندھو اور اس کے ساتھی کی گرفتاری کے لیے انعامات کا اعلان کیا۔ اس کے بعد ہونے والی کارروائی میں سینکڑوں پائیکس (Paiks) مارے گئے۔ بہت سے گھنے جنگلوں میں بھاگ گئے اور کچھ عام معافی کی اسکیم کے تحت اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ اس طرح سے 1817 تک اس بغاوت پر قابو پا لیا گیا۔

البتہ کھردا کے باہر بکسی جگ بندھو نے کجنگ (Kujung) کے راجا جیسے اپنے حامیوں اور وفادار پائیکس (Paiks) کی مدد سے بغاوت جاری رکھا۔ جب تک کہ انھوں نے مئی 1825 میں ہتھیار ڈال دیے۔ دوسری جانب انگریزوں نے اس کے بعد کھردا کے عوام کے تئیں ہمیشہ نرم روی، معافی اور مرائت کی پالیسی اپنائی۔ نمک کی قیمت میں کمی کی گئی اور پولیس اور انصاف کے نظام میں ضروری اصلاحات کی گئیں۔ تعان وصول کرنے والے بدعنوان عہدیداروں کو برطرف کیا گیا اور سابقہ زمینداروں کو ان کی زمینیں واپس کی گئیں۔ کھردا کے راجا کے بیٹے رام چندر دیو سوم کو 'پوری' میں منتقل ہونے اور چوبیس ہزار روپے کی گرانٹ کے ساتھ جگناتھ مندر کے معاملات سنبھالنے کی اجازت دی گئی۔

مختصر یہ کہ اڈیشہ میں انگریزوں کے خلاف یہ پہلی عام بغاوت تھی جس کے دوررس اثرات ملک کے اس حصے میں انگریزوں کی حکومتی نظم ونسق پر مرتب ہوئے۔ اس کو صرف پائیکس (Paiks) کی بغاوت کہنا، اس کی اہمیت کو کم کرنا ہوگا۔

آئیے تصور کریں

فرض کیجیے کہ آپ بغاوت کے دوران اودھ میں ایک برطانوی افسر ہیں۔ آپ اپنے باغیوں سے جنگ کرنے کے منصوبہ کو کس طرح بالکل خفیہ رکھیں گے؟

دوہرائیے

1۔ جھانسی کی رانی لکشمی بائی کا کیا مطالبہ تھا جسے انگریزوں نے ٹھکرا دیا تھا؟

2۔ انگریزوں نے عیسائیت اختیار کرنے والوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے کیا کیا؟

3۔ نئے کارتوسوں کے استعمال کا حکم دیے جانے پر سپاہیوں کے کیا اعتراضات تھے؟

4۔ مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر نے اپنے آخری ایام کیسے گزارے؟

گفتگو کیجیے

5۔ مئی 1857 سے قبل برطانوی حکمرانوں کے ہندوستان میں اپنی پوزیشن پر اعتماد کرنے کے کیا اسباب ہو سکتے تھے؟

6۔ بہادر شاہ ظفر کے باغیوں کو تعاون دینے کے حکمراں خاندانوں پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟

7۔ انگریز اودھ کے باغی زمینداروں کی اطاعت حاصل کرنے میں کیسے کامیاب ہوئے؟

8۔ 1857 کی بغاوت کے بعد انگریزوں نے اپنی پالیسی کیسے تبدیل کی؟

کر کے دیکھیے

9۔ اپنے علاقے کے لوگوں اور اپنے اہل خاندان کو ''سن ستاون کی لڑائی'' کے بارے میں جو قصے یا گیت یاد ہوں انھیں تلاش کیجیے۔ اس عظیم شورش کے بارے میں کون سی یادیں لوگوں کو عزیز ہیں؟

10۔ رانی لکشمی بائی کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیجیے وہ کن طریقوں سے اپنے وقت کی ایک غیر معمولی خاتون بن سکی؟

شکل **17**–لکھنؤ ریزیڈنسی کے کھنڈرات

جون 1857 میں باغی طاقتوں نے ریزیڈنسی کا محاصرہ شروع کر دیا۔ وہاں کی عمارتوں میں انگریز عورتوں، مردوں اور بچوں کی کثیر تعداد پناہ لیے ہوئی تھی۔

باغیوں نے چہار دیواری کا محاصرہ کر لیا اور عمارتوں پر گولہ باری شروع کر دی۔ انھیں عمارتوں کے ایک کمرہ میں اودھ کے چیف کمشنر ہنری لارنس کی ایک گولے سے موت ہوگئی۔

دیکھیے کہ عمارتوں میں گزشتہ واقعات کی کیا کیا نشانیاں موجود ہیں۔

© not to be republished